نباتات کی ضرورت واہمیت اور مسلمانوں کی خدمات نباتات 'ایک تحقیقی جائزہ

Necessity and Importance of Plants and Services of Muslims Plants' a Research Review

ابرو کلثوم*

ثوبیہ خان**

Abstract

Plants are the most important source of God's blessing and survival, without which life is not only difficult but impossible, the main source of human nutrition and the beauty of our planet. The mention of plants in the Qur'an and Hadith increases their importance and usefulness. Even the Holy Prophet planted fruits, flowers, vegetables and trees with his blessed hand and described their properties, for this reason Muslims also turned their creativity towards them and wrote many books and articles on them. Duties such as tree planting were performed until no Muslim period was devoid of botanical services. In view of this importance, the botanical services of Muslims have been described in this paper. We tend to forget the importance of plants and often take them for granted. You may think there is nothing much to the plants and trees that are around us every day but they are vital for life and our long-term survival. Plants are an essential resource - we rely on them for food, water, medicine, the air we breathe, habitat, our climate and more.

Keywords: Importance, Plants, Muslim Services.

نباتات قدرت کا بہت بڑا انعام اور بیش بہا دولت ہیں، انہیں انمول جواہرات بھی کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ انسانی ارتقاء کی تاریخ کی طرح نباتات پر تحقیقات کی ارتقائی صورتوں کی تاریخ بھی کئی ادوار پر مشتمل ہے اور ان کی تحقیق میں ترقی ہوئی اور خصوصا اس کو جب اسلامی رنگ ملا تو ان کی تحقیق کا رخ ہی بدل گیا۔ انسان اور نباتات کا تعلق چولی دامن کا ہے، کوئی بھی معقول انسان، انسانی زندگی میں نباتات کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتا۔ نباتات نعمت اور رحمت الٰہی ہیں، جن پر حضور ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کام کر کے ان کی اہمیت وافادیت میں مزید اضافہ فرمایا۔

---

* ایم فل سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ صادق کالج، خواتین یونیورسٹی، بہاولپور۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک کلچر، گورنمنٹ صادق کالج، خواتین یونیورسٹی، بہاولپور۔

تحقیق کا بنیادی سوال:

- نباتات کسے کہتے ہیں اور نباتات میں کون کون سی چیزیں شامل ہیں؟
- قرآن وسنّت اور اسوہ حسنہ کی روشنی میں نباتات کی اہمیت وافادیت کو بیان کرنا۔
- مسلم سائنسدانوں کی نباتاتی خدمات کون کون سی ہیں ان کا جائزہ لینا ہے؟

طریقہ کار:

- مقالہ کی تحقیق کے لیے تاریخی، بیانیہ اور تجزیاتی واطلاقی طریقہ تحقیق اختیار کیا گیا ہے۔
- غیر ضروری طوالت سے گریز کیا گیا ہے۔
- تمام مدومعاون کتب ورسائل وجرائد کا حوالہ درج ہے۔
- کسی بھی چیز یا شخصیات سے متعلق وضاحت فٹ نوٹ میں دی گئی ہے۔

تعارف:

انسان اور نباتات کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے انسان نے جب کرہ ارض پر پہلا قدم رکھا تو اس کا استقبال نباتات نے کیا۔یہی نباتات یعنی پھول، پھل اور درخت انسان کی بقاء کے لئے اس کی غذا بنے اور اس کی صحت و تندرستی کے لیے علاج ومعالجہ کا واحد ذریعہ بنے بہت سی آیات میں بتایا گیا ہے کہ تمام نباتات، اشجار واثمار خالق کائنات کے پیدا کیے ہوئے ہیں لیکن جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے ان کو دیگر زمینی نباتات پر ایک امتیاز اور برتری حاصل ہے اور ان پودوں کا نام ابد الاباد تک کلام الٰہی میں محفوظ ہو گیا ہے کلام الٰہی میں ان کا ذکر آنے سے ان کو خصوصیات حاصل ہو گئی اور جن واقعات کے ساتھ ان کا تذکرہ ہے ان واقعات کی وضاحت میں ان نباتات کی خصوصیات کو سمجھنا ایک علمی و دینی ضرورت ہے یہ پودے کیا ہیں؟ ان کی نباتاتی خصوصیات کیا ہیں؟ یہ سب مفسرین اور محدثین نے اپنی اپنی معلومات کے ذریعے بیان کی ہیں ان نباتات کی اہمیت اور اس وقت مزید بڑھ جاتی ہے جب ان کا تذکرہ حدیث میں بھی آتا ہے۔

لغوی و اصطلاحی معنی:

مفردات القرآن میں ہے: النبت والنبات سے مراد ہر وہ چیز جو زمین سے اگتی ہے، اسے نبت یا نبات کہا جاتا ہے، خواہ وہ تنہ دار ہو جیسے درخت یا بے تنہ جیسے جڑی بوٹیاں، لیکن عرف میں خاص کر نبات اسے کہتے ہیں جس کے تنہ نہ ہو، بلکہ عوام تو جانوروں کے چارہ پر ہی نبات کا لفظ بولتے ہیں۔[1]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''لِنُخْرِجَ بِهِ حَبًّا وَنَبَاتًا''[2] "تاکہ اس سے اناج اور سبزہ پیدا کریں۔"

مصباح اللغات میں اس لفظ کی وضاحت کچھ اس طرح کی گئی ہے۔ النبات سے سے مراد وہ چیز جو زمین سے اُگے (خواہ پودا یا بیل یا گھاس) اس کی واحد "نباتہ" اور جمع "نباتات" ہے۔ اس لیے ہر وہ چیز جس سے نباتات کی حقیقت اور ان کے افعال وخواص سے بحث ہو اس کو "عظیم نباتات" کہتے ہیں اور جو نباتات کے علم میں ماہر ہو اس کو "نباتی" کہا جاتا ہے۔[3] قرآنی نام "نباتات" ہے۔[4] یہ لفظ قرآن میں بطور اسم، فعل اور مصدر تینوں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ پہلی مرتبہ قرآن حکیم میں سورۃ آل عمران آیت نمبر 37 میں ذکر کیا گیا ہے۔

نباتات کی ضرورت و اہمیت: انسانی زندگی کے لیے پانی اور نباتات ابتداء ہی سے ناگزیر رہے ہیں، بلکہ انسانی تمدنی سفر میں وہی علاقے آبادی کے لیے مناسب ہوتے جہاں پانی اور نباتات ہوتے۔ کئی خانہ بدوش قبیلوں نے ایسے مقامات کو اپنا مستقل مستقر بنایا کہ جہاں پانی اور جنگلات کا بہتات ہوتا۔ جبکہ اس کے برخلاف بہت سی آبادیاں ماضی کے سرسبز وشاداب علاقوں سے محض اس لیے کوچ کر گئیں کہ وہاں پر سبزہ باقی نہ رہا۔ عہد حاضر میں بھی جب انسان مادی اعتبار سے اپنی کامیابی کی بلندی پر فائز ہے اور مسائل کے حل میں جدید مشینریز کی بہتات ہے، لیکن آج بھی عالمی آلودگی کے لیے سب سے مؤثر ترین ذریعہ نباتات کو ہی بتلایا جارہا ہے۔

---

[1] الاصفہانی، راغب حسین، امام، **مفردات القرآن**، مترجم، محمد عبدہ، (لاہور: اسلامی اکادمی اردو بازار، س ن)، ۲: ۴۶۳

[2] النباء:۱۵

[3] بلیلاوی، عبد الحفیظ، مولانا، **مصباح اللغات**، (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار، جولائی، ۱۹۹۹ء)، ۸۱۲

[4] الانعام:۹۹

غذائی ضرورت واہمیت:

نباتات سے انسانوں کا رزق وابستہ ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے بہت سے پھلوں کا ذکر قرآن پاک میں کیا ہے، یہاں تک کہ پہلے انسان کو اللہ تعالیٰ نے جنّت میں رہنے اور پھل کھانے کی اجازت دی اور فرمایا:

''وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ''[5]

" اور ہم نے کہا تم اور تمہاری بیوی جنّت میں رہو اور اس میں جہاں سے چاہو جی بھر کے کھاؤ، مگر اس درخت کے پاس مت جانا ورنہ تم ظالموں میں شمار ہو گے۔"

صرف جنّت میں ہی نہیں بلکہ دنیا میں بھی یہ پھل انسان کی خوارک بنے۔ انسان ان پھلوں کو درختوں اور نباتات سے حاصل کرتا ہے اور اپنی غذائی ضرورت کو اس سے پورا کرتا ہے۔

جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

''وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُبَارَكًا فَأَنْبَتْنَا بِهِ جَنَّاتٍ وَحَبَّ الْحَصِيدِ وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَهَا طَلْعٌ نَضِيدٌ رِزْقًا لِلْعِبَادِ وَأَحْيَيْنَا بِهِ بَلْدَةً مَيْتًا كَذَلِكَ الْخُرُوجُ''[6]

" اور ہم نے آسمان سے برکتوں والا پانی اتار، پھر اس کے ذریعے باغات اور وہ اناج کے دانے لگائے جن کی کٹائی ہوتی ہے۔ اور کھجور کے اونچے اونچے درخت جن میں تہہ بہ تہہ خوشے ہیں تا کہ ہم بندوں کو رزق عطاکریں اور (اس طرح) ہم نے اس پانی سے ایک مردہ پڑے ہوئے شہر کو زندگی کو دے دے، بس اس طرح (انسانوں کا قبروں سے)نکلنا بھی ہو گا۔" اس آیت مبارکہ میں یہ استدلال ہے کہ جس خدا نے زمین کو مخلوقات کے لیے موزوں بنایا ہے، اسی نے اس بے جان مٹی کو آسمان کے بے جان پانی کے ساتھ ملا کر اتنی اعلیٰ درجے کی نباتی زندگی پیدا کر دی ہے جسے تم باغات اور کھیتوں کی شکل میں لہلہاتے دیکھتے ہو، ان کو ہم نے تمہارے لیے رزق کا ذریعہ بنایا

---

[5] البقرہ:۳۵

[6] ق:۹۔۱۱

ہے۔ اللہ عزّوجل نے بہت سی آیات میں پھلوں کے نام لے کر بطور رزق ان کو متعارف کروایا ہے۔ ان درختوں اور پھلوں کے رزق سے صرف انسان ہی حاصل نہیں کرتے بلکہ حیوان اور چرند پرند بھی حاصل کرتے ہیں جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

''وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ''[7]

"زمین پر جتنے بھی رینگنے والے (انسان و حیوان) ہیں ہر ایک کا رزق اللہ نے اپنے ذمہ کرم پر لے لیا ہے، وہ ان کے مسکن اور مستقر کو جانتا ہے۔"

غرض اللہ تعالیٰ نے جنگلات اور پیڑ پورے یعنی نباتات اس لیے پیدا کیے ہیں کہ انسان، حیوان، پرندے اور زمین پر رینگنے والے کیڑے مکوڑے ان سے فائدہ اٹھائیں، اس لیے پیڑ پودوں یعنی نباتات کی اہمیت و افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ قدرت نے کرہ ارضی کے ۳۵٪ حصے پر قیمتی جنگلات پیدا کیے ہیں۔[8]

اقتصادی ضرورت و اہمیت:

نباتات کسی ملک کی معیشت کی خوشحالی و ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ آجکل اقوام عالم کی بقاء و خوشحالی اقتصادی ترقی کی مرہون منّت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِنْ نَخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ لِيَأْكُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ أَفَلَا يَشْكُرُونَ''[9]

"اور ہم نے اس زمین میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کیے اور ایسا انتظام کیا کہ اس میں سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلے تا کہ یہ اس کی پیداوار میں سے کھائیں، حالانکہ اس کو ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا تھا، پھر بھی یہ شکر ادا نہیں کریں گے۔"

---

[7] ھود:٦

[8] مصباحی، محمد طفیل احمد، **اسلام اور شجر کاری**، (لاہور: ورلڈ پبلشرز، ۹ فروری، ۲۰۲۲ء)، ۳۱

[9] یٰس: ۳۵، ۳۴

اس آیت مبارکہ میں مختلف اثمار کا ذکر کیا گیا ہے، جن سے ہم مختلف قسم کی مصنوعی چیزیں مثلا روٹی، سالن، چٹنیاں، حلوہ، جوس اور اچار وغیرہ بناتے ہیں۔[10] اس لیے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آیت کے ایک حصے "وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ" میں اشارہ ہے، کہ پھلوں سے جدید طریقوں پر زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرکے اقتصادی میدان میں انقلاب لایا جاسکتا ہے اور خوراک کی کمی کا مسئلہ بھی حل کیا جاسکتا ہے۔ اور ان سے بننے والی مصنوعات کو برآمد کرکے زرمبادلہ کو بھی بڑھایا جاسکتا ہے۔ جن میں سے چند زرمبادلہ کے ذرائع درج ذیل ہیں:

- آج کے ترقی یافتہ سائنسی دور میں تجارت کی سینکڑوں قسمیں عام ہو چکی ہیں جن میں سے ایک فرنیچر ہے، جس کو شہر ہو یا دیہات، گھر ہو یا دفتر، ہر جگہ استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ آج وسیع پیمانے کی عالمی تجارت کا ایک وقیع اور مفید ترین حصہ ہے۔ اس نے اقتصاد و معیشت کی دنیا میں کامیاب جگہ بنائی ہے۔ یہ بھی دراصل شجرکاری اور پیڑ پودے کی دین ہے، اگر درخت نہ ہوتے تو مکانات کیسے بنائے جاتے۔ مکانوں اور کارخانوں میں استعمال ہونے والی لکڑی کہاں سے آتی؟ صنعتی و تجارتی لحاظ سے درختوں کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ بیل گاڑی، رتھ کدال کا قبضہ، ماچس اور بہت سارے کھیلوں کے سازوسامان درختوں سے بنائے جاتے ہیں جو نباتات کی ہی ایک قسم ہیں۔
- درختوں سے حاصل کی جانے والی بے شمار ادویات، روغنیات، تیل، دال اور دیگر کیمیائی مرکّبات ہماری روزمرّہ زندگی میں نہ صرف اہمیت کے حامل ہیں بلکہ زرمبادلہ کمانے کا بھی بہترین ذریعہ ہیں۔
- ریشم جس سے زرق برق قیمتی لباس تیار ہوتے ہیں، خصوصی کیڑوں کے ذریعے سے درختوں سے ہی حاصل ہوتے ہیں جن کو اچھے داموں میں فروخت کیا جاتا ہے۔
- درختوں سے ہی مختلف قسم کے پھل اور میوے حاصل ہوتے ہیں۔ آج پوری دنیا میں وسیع پیمانے پر ان کی تجارت کی جارہی ہے اور تاجر لوگ ان پھلوں کے ذریعے سے لاکھوں، کروڑوں کی رقمیں کمارہے ہیں۔[11]

طبی ضرورت واہمیت:

---

[10] مودودی، **تفہیم القرآن**، ۴: ۲۵۷

[11] طفیل احمد مصباحی، **اسلام اور شجرکاری**، ۱۲۵

انسان اور نباتات کا تعلق آپس میں چولی دامن کا ہے۔ ابتداء میں نباتات ہی علاج معالجہ کا واحد ذریعہ تھے، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ خود انسان نبات کامل ہے، اگر انسان کے جسم سے کوئی نباتاتی مادہ خارج ہو جاتا ہے تو وہ بیمار ہو جاتا ہے اور جب وہی نباتاتی مادہ انسان کو کھلا دیا جائے تو وہ کمی پوری ہو کر انسان کو تندرست بنا دیتا ہے۔[12] جیسے کہ حضرت مریم علیہ السلام کو دردزہ میں کمزوری محسوس ہوئی تو ان کو کھجور کھانے کا حکم دیا گیا، کیونکہ کھجور تمام پھلوں کی نسبت زیادہ طاقت و توانائی بہم؛ پہنچاتی ہے۔[13] حضور ﷺ نے وقتاً فوقتاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو نباتات بطور علاج استعمال کرنے کا حکم دیا، مثلاً حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو درد دل ہونے کی وجہ سے کھجور کھانے، حضرت علیؓ کو آشوب چشم ہونے پر چقندر کھانے کی تاکید فرمائی۔ اور مذکورہ بالا دونوں پھل ہیں جو کہ نباتات کی ایک قسم ہیں۔[14]

سماجی و معاشرتی ضرورت و اہمیت:

نباتات کی وجہ سے سماج خوشگوار اور دلکش نظر آتا ہے، چاروں طرف ہریالی اور سبزہ دکھائی دیتا ہے، جو طبیعت میں تازگی بخشتے ہیں۔ معاشرے میں رہنے والے لوگ ان کے سائے میں بیٹھ کر لطف اندوز ہوتے ہیں۔ یہاں تک کے لوگ شہروں میں ایک جگہ رہتے رہتے اکتا جاتے ہیں تو تفریح کرنے اور دل بہلانے کے لیے باغوں اور پارکوں میں جاتے ہیں، جہاں قسم قسم کے پھول، پودے، خوشنما درخت ہوا کرتے ہیں، جس کو دیکھ کر لوگ قلبی سکون محسوس کرتے ہیں۔ نباتات زندگی کے تقریباً زندگی کے ہر شعبے میں نہایت اہمیت کے حامل ہیں، یہاں تک کہ انسانی زندگی کی بقاء انہی پر مبنی ہے۔ کیونکہ انسان کو آکسیجن اور خوراک فراہم کرنے کا یہی بہترین ذریعہ ہے۔

قرآنی آیات بسلسلہ نباتات:

---

[12] حکیم پنڈت کرشن کنورت شرما، **ہندوستان کی جڑی بوٹیاں اور ان کے عجیب و غرہب فوائد**،(ٹوہانہ:ماہنامہ آب حیات، ستمبر ۱۹۳۷ء)،۱۰۹

[13] محمد اکرم، عتیق الرحمن، ڈاکٹر، **کھجور کی افادیت: طب نبوی ﷺ اور جدید علم غذائیت کی روشنی میں**، المدنی ریسرچ جرنل، ۲: ۴، (اکتوبر 2021ء)، ۵۳

[14] اقتدار فاروقی، ڈاکٹر، طب، **نبوی اور نباتات حدیث**، (لکھنو، سدرہ پبلشرز، ۲۰۱۰ء)، ۳۷، ۳۴

قرآن مقدس میں زمین کی تخلیق، آسمان سے بارش کا نزول اور بارش کے ذریعے زمین کی سیرابی اور پھر زمین سے مختلف قسم کے اناج، میوے، پھل، پھول اور پودے وغیرہ اگانے کا ذکر اللہ تعالیٰ کی تخلیق و قدرت کے طور پر مختلف انداز میں متعدد مقامات پر ہوا ہے۔ کہیں اس کی تخلیق کی علامت کے طور پر تو کہیں انعامات کے ذکر میں اور کہیں تمثیل کی حیثیت سے دلیل کے طور پر چند آیات درج ذیل ہیں:

''وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنَّاتٍ مِنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ انْظُرُوا إِلَى ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَيَنْعِهِ إِنَّ فِي ذَلِكُمْ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ''[15]

"وہی تو ہے جو آسمان سے مینہ برساتا ہے، پھر ہم ہی اس سے ہر طرح کی روئید گی اگاتے ہیں، پھر اس میں سے سبز سبز کونپلیں نکالتے ہیں اور ان کونپلوں میں سے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے گاچھے میں سے لٹکتے ہوئے گچھے اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور نہیں بھی، یہ چیزیں جب پھلتی ہیں تو ان کے پھلوں پر اور ان کے پکنے پر نظر کرو، ان میں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں قدرت کی بہت سی نشانیاں ہیں۔"

اس آیت میں وجود باری تعالیٰ اور اس کی توحید پر دلیل ہے جو پھلوں کے ذریعے سے بیان کی گئی ہے کہ پھل پکنے کے بعد اور ابتدائی حالت میں شکل و صورت، رنگ و ذائقہ اور مزاج کے اعتبار سے بالکل مختلف ہوتے ہیں، کیونکہ پھل ابتداء میں عموماً سبز اور پکنے کے بعد سرخ ہوتے ہیں، ابتداء ذائقہ ترش اور بعد میں شیریں ہوتا ہے۔ اگر غور و فکر کرو تو ان سب تضاد و اثرات کا خالق وہی قادر ہے جو اپنی رحمت و مصلحت سے اس کائنات کا نظام چلا رہا ہے۔[16]

فرمان باری تعالیٰ ہے:

---

[15] الانعام:۹

[16] سعیدی، غلام رسول، علامہ، **تبیان القرآن**، (لاہور: فرید بک سٹال، ۲۰۰۰ء)، ۶: ۲۰۸

''وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا كَذَلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ''[17]

"جو زمین پاکیزہ ہے، اس میں سبزہ بھی پروردگار کے حکم سے نفیس ہی نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں جو کچھ نکلتا ہے ناقص ہوتا ہے، اس طرح ہم آیتوں کو شکر گزاروں کے لیے پھر پھر بیان کرتے ہیں۔"

اس آیت کو بطورِ مثال بیان کیا گیا ہے کہ جس طرح عمدہ زمین پانی سے نفع پاتی ہے اور اس میں پھل پھول پیدا ہوتے ہیں، اس طرح سے جب مومن کے دل پر قرآنی انوار کی بارش ہوتی ہے تو وہ اس سے نفع پاتا ہے اور ایمان لاتا ہے، طاعات اور عبادات سے پھلتا پھولتا ہے اور آگے کافر کی مثال ہے جیسے کہ خراب زمین بارش سے نفع نہیں پاتی ایسے ہی قرآن سے متنفع نہیں ہوتا۔[18] نباتات کا ذکر بطور انعامات بھی ہوا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

''وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا أُكُلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ''[19]

"اور اللہ وہی ہے جس نے باغ پیدا کیے، کچھ زمین پر چھائے ہوئے اور کچھ بے چھائے کھجور اور کھیتی جس میں رنگ رنگ کے کھانے اور زیتون اور انار کسی بات میں ملتے جلتے اور کسی میں الگ، کھاؤ اس کا پھل جب پھل لائیں اور اس کا حق دو جس دن کٹے۔"

اس آیت کے تحت امام طبریؒ رقمطراز ہیں:" وهذا إعلام من الله تعالى ذكره ما أنعم به عليهم من فضله، وتنبيهٌ منه لهم على موضع إحسانه''[20] "یعنی اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر اپنے فضل و کرم، جو دونوازش اور انعام و احسان کا تذکرہ کیا گیا ہے اور ان نعمتوں پر شکر بجالانے کی تاکید کی گئی

---

[17] الاعراف:۵۸

[18] احمد رضا خان، امام، **کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن مع خزائن العرفان فی تفسیر القرآن**،(مفسر) نعیم الدین مرادآبادی، (لاہور: ضیاء القرآن پبلشر، س ن)، ۲۸۴

[19] الانعام:۱۴۱

[20] الطبری، محمد بن جریر، **جامع البیان فی تأویل القرآن**، (مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ: الأولی، ۲۰۰۰م)، ۱۲: ۱۵۵

ہے۔" مذکورہ بالا وضاحت سے واضح ہوتا ہے کہ درخت اور پودے قہار وجبار کی قدرت کاملہ کی ایک کھلی نشانی اور اس کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے جن پر ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

نباتات میں توازن:

ارشاد خداوندی ہے:

''وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْزُونٍ''[21]

"ہم نے زمین کو پھیلایا، اس میں پہاڑ جمائے اس میں ہر نوع کی نباتات ٹھیک ٹھیک نپی تلی مقدار کے ساتھ اگائیں۔"

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مولانا مفتی شفیع تحریر کرتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے بقضائے حکمت ہر اگنے والی چیز کی ایک معیّن مقدار اُگائی، اگر یہ مقدار کم ہوتی تو انسانی زندگی مشکل ہو جاتی اور اگر زیادہ ہو جاتی تو ان کو رکھنا اور سنبھالنا مشکل ہوتا اور یہ سڑ جاتیں، اس لیے ان کو خاص مقدار میں نازل کیا گیا تاکہ ان کی قدر و قیمت باقی رہے اور بیکار بھی نہ بچیں۔"[22]

نباتات (پودوں اور پھلوں) میں نر و مادہ کا فرق اور افزائش نسل:

زمانہ قدیم میں بنی نوع انسان اس بات سے ناواقف تھا کہ پودوں اور درختوں میں بھی نر و مادہ کا فرق پایا جاتا ہے، لیکن اب علم نباتات نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ پھلوں اور پودوں میں نر و مادہ کی جنس پائی جاتی ہے۔

ان کو قرآن مجید میں درج ذیل آیات میں کچھ اس طرح سے بیان کیا گیا ہے:

''وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ''[23]

"اور ہم نے ایسی ہوائیں چلائیں جو غبار منویہ سے لدی ہوئی تھیں۔"

---

[21] الحجر:۱۹

[22] شفیع عثمانی، مفتی، مولانا، **معارف القرآن**، (کراچی: ادارہ معارف، اکتوبر ۱۹۷۴ء)، ۵: ۲۹۰

[23] الحجر:۲۲

اس بات کو ماہرین آج ثابت کر رہے ہیں، حالانکہ قرآن حکیم میں چودہ سو سال پہلے بتادیا گیا ہے کہ نباتات جوڑے میں پیدا کیے گئے ہیں۔ فرمایا:

''الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْ نَبَاتٍ شَتَّى''[24]

"خدا وہ ہے جس نے زمین کو تمہارے لیے فرش بنادیا اور تمہارے لیے اس میں راستے بنائے اور آسمان سے پانی برسایا اور اس میں سے نباتات کے مختلف جوڑے نکالے۔" یہاں تک کہ قرآن مجید میں نباتات کو "زوجِ کریم" کے خطاب سے نوازا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''أَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ''[25]

"ہم نے اس میں ہر قسم کے کتنے شریف زوج اُگا دیے ہیں۔"

زوجِ کریم کے دو معنیٰ مراد لیے جاسکتے ہیں، یا تو حقیقی یا ثانوی۔ اگر ثانوی معنی ہوں تو مراد "کوئی عمدہ قسم" کے ہیں، اور اگر حقیقی لیں تو مراد "ایک شریف میاں بیوی" یا "ایک نر اور مادہ" ان کو زوج کریم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ صرف اپنی نوع کے زردانے کو قبول کرتے ہیں، مثلاً آم آم کا، انار انار کا زردانہ لیتا ہے۔ کبھی آم نے انار یا انگور نے سیب کا نہیں لیا۔[26]

نباتات میں آکسیجن کی موجودگی: قرآن پاک میں ارشاد ہے:

''الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ تُوقِدُونَ''[27]

"آگ پیدا کر دی اور تم اس سے اور آگ روشن کرتے ہو۔"

---

[24] طٰہٰ:۵۳

[25] الشعراء:۷

[26] ذاکر نائیک، ڈاکٹر، **قرآن اور سائنسی دریافتیں**، (مترجم)، ڈاکٹر تصدیق حسن راجا (اشاعت کتاب وسنّت ڈاٹ کام، س ن)، ۳۸،۳۹

[27] یٰس:۸۰

اس آیت میں آکسیجن اور اس سے پیدا ہونے والی چیزوں کے متعلق چودہ سو سال پہلے آگاہ کر دیا گیا ہے، کہ اللہ تعالیٰ پودوں کے ذریعے سے آکسیجن پیدا کرتا ہے جو جلتی ہے۔ دراصل یہ آگ کی قدرتی فیکٹری کا ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ ان سے آکسیجن پیدا کرتا ہے جو کہ زندگی کی قوّت کا منبع اور ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حیاتیات کے ایک بنیادی قانون کی نقاب کشائی فرمائی ہے۔[28]

مذکورہ بالا بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ نباتات میں غور کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے بصیرت رکھنے والوں کے لیے کئی اسباق اس میں رکھ دیے ہیں جو سمجھنے کے بعد اللہ کی شکر گزاری کا احساس دلاتے ہیں کیونکہ کرّہ ارض پر غذائی زنجیر بھی یہی نباتات ہیں جس سے ہر چیز اپنی خوراک حاصل کرتی ہے۔

نباتات کی تقسیم:

نباتات کو خوارک فراہم کرنے کی وجہ سے پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

اناج: دنیا میں سب سے زیادہ اناج مختلف صورتوں مثلاً گیہوں، چاول، مکئی اور جو وغیرہ کی شکل میں کھایا جاتا ہے، کیونکہ اناج کاربوہائیڈریٹس سے مالامال غذائیں کہلاتی ہیں۔ یہ توانائی فراہم کرنے کے لیے پروٹین اور معدنی نمک فراہم کرتی ہیں، لیکن مختلف اناجوں میں پروٹین کا تناسب مختلف ہوتا ہے۔

دالیں: دالوں میں Legumen کافی مقدار میں ہوتا ہے جس کی وجہ سے ان میں غذائیت بڑھ جاتی ہے، یہ بہت مشکل سے ہضم ہوتی ہیں، اس لیے ان کو خوب گلا کر پکایا جاتا ہے، دالوں میں چکنائی اور نشاستے[29] کی کمی ہوتی ہے، اس لیے ان کو ایسی چیز میں استعمال کرنا چاہیئے، جن میں چکنائی زیادہ ہو۔

---

[28] انور میمن، محمد، **قرآن کے سائنسی انکشافات**، (کراچی: اشاعت الاسلام، اکتوبر ۲۰۰۳ء)، ۳۹٦

[29] نشاستہ نباتاتی غذاؤں میں پایا جاتا ہے، یہ ایسے کبیر سالمہ Macromolecule پر مشتمل ہوتا ہے، جس کی ساخت میں کاربن ہائیڈروجن اور آکسیجن کے ایٹم پائے جاتے ہیں۔ طبی اعتبار سے نشاستہ جانداروں کے جسم میں توانائی ذخیرہ کرنے کا سب سے اہم ذریعہ تسلیم کیے جاتے ہیں، اس میں کئی قسم کے گلوکوز پائے جاتے ہیں، مثلاً ایک شکری مرکب (Mono Saccharides) دو شکری مرکب (Di Saccharides) یا کثیر شکری مرکب (Poly Saccharides) اناج میں دو شکری مرکب پائے جاتے ہیں۔

جڑیں اور تنے: جڑوں اور تنوں والی اشیاء میں نشاستہ اور پانی بہت زیادہ مقدار میں پائے جاتے ہیں، یہاں تک کہ بعض جڑوں مثلاً گاجر اور چقندر وغیرہ میں شکر بھی موجود ہوتی ہے، پیاز میں پروٹین اور شکر کے علاوہ تیز بدبودار تیل بھی ہوتا ہے جس میں گندھک کافی مقدار میں پائی جاتی ہے۔

سبز ترکاریاں: سبز ترکاریوں میں سبز پتوں والی سبزیاں، مثلاً ساگ، پالک، ککڑی وغیرہ شامل ہیں۔ غذائی اعتبار سے یہ چنداں قوّت بخش نہیں ہوتیں، لیکن ان کو غذا کا ضروری حصہ سمجھا جاتا ہے۔

پھل: پھلوں میں ایک ایسا نمک ہوتا ہے جو القلی کا اثر رکھتا ہے، جن کی وجہ سے خون میں تیزابیت نہیں بڑھتی بلکہ ان کے ذریعے اکثر ہم اپنی خوراک میں وٹامن شامل کر سکتے ہیں۔ پھل ہمیشہ پکے استعمال کرنے چاہییں۔ زیادہ پکے اور گلے سڑے پھلوں سے بد ہضمی کی شکایت ہوتی ہے۔[30] انسانی جسم کے لیے تمام نباتات بہت ضروری ہیں، کیونکہ جب جسم کسی ایک ذریعہ نباتات سے خوارک حاصل کر کے اسی پر انحصار کرتا ہے تو صحت کا توازن تمام غذائی اجزاء نہ ملنے کی وجہ سے خراب ہونے لگتا ہے، اس لیے تمام نباتات مثلاً اناج، دالوں، پھلوں وغیرہ کا استعمال ضروری ہے۔

بقائے نباتات انسانی ذمہ داری:

نباتات سے سب سے زیادہ فوائد حاصل کرنے والے انسان ہیں، اس لیے انسان کو ہی ان کی حفاظت اور باقی رکھنے کی ذمہ داری دی گئی ہے اور اسی سلسلے میں مختلف جگہوں پر مختلف ہدایات قرآن وحدیث میں دی گئی ہیں جو درج ذیل ہیں:

شجر کاری:

شجر کاری کو عربی میں "التشجیر والتغریس" کہا جاتا ہے جس کے معنٰی درخت کاری کے ہیں اور اصطلاح میں اس سے مراد درخت لگا کر اپنی آمدنی اور روزگار کا بہتر انتظام کرنا ہے۔[31] اسلام نے شجر کاری کو صدقہ جاریہ قرار دیا ہے، صرف شجر کاری کی تلقین ہی نہیں کی بلکہ اس درخت کی نگرانی اور دیکھ بھال کو بھی مقتضیات میں شامل کیا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

---

[30] بورڈ آف ایجوکیشن، **علم صحت**، (کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، س ن)، ۴۷،۴۵

[31] محمد ارشد، ڈاکٹر، **پاکستان کے موسمی حالات کے تناظر میں شجر کاری کی اہمیت؛ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک جائزہ**، تدبر علوم اسلامیہ، جلد ۵، (یکم جنوری ۲۰۲۱ء)، ۵۰

''من نصب شَجَرَة فَصَبر على حفظهَا وَالْقِيَام عَلَيْهَا حَتَّى تثمر كَانَ لَهُ فِي كل شَيْء يصاب من ثَمَرهَا صَدَقَة عِنْد الله عز وَجل''[32]

"جو شخص ایک درخت لگائے پھر اس کی حفاظت صبر واستقامت کے ساتھ کرتا رہے یہاں تک کہ وہ پھل دار ہو جائے تو اس درخت کی کسی بھی چیز سے ثمرات حاصل کرنے پر درخت لگانے والے کو اللہ عزّوجل کے ہاں صدقہ شمار ہو گا۔"

یہاں تک کہ آپ ﷺ نے درختوں کے لگانے کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''إِنْ قَامَتْ عَلَى أَحَدِكُمُ الْقِيَامَةُ، وَفِي يَدِهِ فَسِيلَةٌ فَلْيَغْرِسْهَا''[33]

"اگر قیامت واقع ہو رہی ہو اور تم میں سے کسی کو پودا لگانے کا موقع میسّر ہو تو اسے چاہیے ضرور بالضرور پودا لگائے۔"

ایک اور حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے:

''عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ،أَنَّ رَجُلًا،مَرَّ بِهِ وَهُوَ يَغْرِسُ غَرْسًا بِدِمَشْقَ فَقَالَ لَهُ: أَتَفْعَلُ هَذَا وَأَنْتَ صَاحِبُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ:لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:"مَنْ غَرَسَ غَرْسًا لَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ آدَمِيٌّ،وَلَا خَلْقٌ مِنْ خَلْقِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةً''[34]

"حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ درخت لگا رہے تھے کہ ایک شخص کا وہاں سے گزر ہوا تو اس نے کہا آپ یہ (درخت لگانے کا کام) کر رہیں، حالانکہ آپ تو صحابی رسول ﷺ ہیں؟ تو انہوں نے کہا مجھ پر عجلت مت کرو، میں

---

[32] المنذري، عبد العظيم بن عبد القوي، الترغيب والترهيب من الحديث الشريف، كتاب الْبر والصلة وَغَيرهمَا ،(بيروت: دارالکتب العلمیۃ، الطبعۃ:الأولی،۱۴۱۷ھ)، حدیث:۳۹۲۶

[33] الشيباني، أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مُسْنَدُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ،(مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ: الأولی، ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۱ م)، حدیث:۱۲۹۰۲

[34] احمد بن حنبل، المسند، مِنْ حَدِيثِ أَبِي الدَّرْدَاءِ عُوَيْمِرٍ، حدیث:۲۷۵۰۶

نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے درخت لگایا تو کوئی آدمی، اللہ کی کوئی مخلوق اس میں سے نہیں کھاتی مگر یہ کہ اس (درخت لگانے والے کے لیے) صدقہ ہوتا۔"

اس طرح کی حدیث نقل کرتے ہوئے امام نووی لکھتے ہیں:"مذکورہ بالا تمام حدیث میں حضور ﷺ نے شجر کاری کو بہترین صدقہ قرار دیا ہے، یہ ایسا صدقہ ہے جو انسان کو وفات کے بعد بھی صدقہ پہنچاتا ہے۔ صرف شجر کاری کا حکم ہی نہیں ہے بلکہ ان کی نگہبانی کا بھی حکم ان احادیث میں دیا گیا ہے اور ان کو کاٹنے والوں کی مذمت کی گئی ہے۔"[35]

درخت کاٹنے کی ممانعت:

درختوں کی دیکھ بھال اور نگرانی انسانوں کی ذمہ داری ہے، لیکن اگر درخت عامۃ الناس کے لیے ضرر رساں ہوں، مثلاً راستے میں چلنے والوں کے لیے تکلیف دہ یا حادثے کے رونما ہونے کا سبب ہوں تو ایسے درختوں کو کاٹ سکتے ہیں، لیکن مفید درختوں کو کاٹنے، جلانے اور کسی بھی جہت سے ان کو نقصان پہنچانے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ فساد فی الارض کے مترادف ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ''[36]

"جب اسے اقتدار ملتا ہے تو زمین میں فساد کرتے ہیں، کھیتی اور نسل ہلاک کرتے ہیں اور اللہ مفسدین کو پسند نہیں کرتا۔"

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ابن کثیر رقمطراز ہیں:"منافقوں کا قصد زمین میں فساد پھیلانا یعنی کھیتی باڑی، زمین کی پیداوار اور حیوانوں کی نسل کو برباد کرنا ہے۔"[37] یعنی جو یہ کام کرتا ہے اس تفسیر کے مطابق وہی منافقین میں شمار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدگی کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ حضور ﷺ نے بھی درختوں کو بلاوجہ کاٹنے سے منع فرمایا ہے۔

---

[35] نووی، یحییٰ بن شرف، **ریاض الصالحین**، (بیروت: دار الکتب الاسلامی، س ن)، ۲۵۴

[36] البقرہ:۲۰۵

[37] ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل، حافظ، **تفسیر ابن کثیر**، (مترجم) محمد جوناگڑھی، (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، اپریل ۲۰۰۹ء)، ۱: ۳۴۴

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''إِنْ لَقِيتَ فَلَا تَجْبُنْ، وَإِنْ قَدَرْتَ فَلَا تَغْلُلْ، وَلَا تَحْرِقَنَّ نَخْلًا، وَلَا تَعْقِرْهَا، وَلَا تَقْطَعْ شَجَرَةً مَطْعَمَةً، وَلَا تَقْتُلْ بَهِيمَةً لَيْسَتْ لَكَ فِيهَا حَاجَةٌ، وَاتَّقِ أَذَى الْمُؤْمِنِ''[38]

''اگر دشمن سے ملو تو بزدل مت ہونا اور اگر قدرت رکھتے ہو تو خیانت مت کرو اور کھجور کے درخت کو آگ مت لگانا اور ان کو مت کاٹنا اور پھل دار درخت مت کاٹنا۔''

حضرت ابو بکر صدیق نے شام کی طرف لشکر بھیجتے ہوئے ہدایت کی تھی کہ کوئی پھل دار درخت نہ کاٹا جائے اور نہ ہی کھیتیاں جلائی جائیں۔[39] الغرض تمام نباتات انسانی زندگی کے لیے بہت ضروری ہیں، صرف انسان ہی کے لیے نہیں بلکہ تمام جانداروں کے لیے بہت اہمیت کے حامل ہیں، اس لیے ان کی بقاء کی ذمہ داری انسان پر ڈال دی کہ وہ ان کی حفاظت کریں اور ان کو بلاوجہ نہ کاٹیں، بلکہ جہاں تک ممکن ہو ان کو زیادہ لگانے کی کوشش کریں۔ اگر کوئی درخت لگاتا ہے تو اس کا ثواب اس کے مرنے کے بعد بھی اس کو اس وقت تک ملتا رہے گا جب تک لوگ اس سے فائدہ حاصل کرتے رہیں گے۔

حضور ﷺ اور نباتات:

حضور ﷺ ہر کام میں مسلمانوں کے لیے بہترین نمونہ ہیں، آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نباتات کے سلسلے میں بھی وقتاً فوقتاً عمدہ تربیت فرمائی، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے درخت لگائے جیسا کہ "حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہودی مالک سے تین سو کھجور کے درختوں اور چالیس اوقیہ سونا کے عوض میں مکاتبت حاصل کی تو آپ ﷺ نے وہ تین سو درخت اپنے

[38] الجوزجاني، اَبو عثمان سعید بن منصور، سنن سعید بن منصور، بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ الْجُيُوشُ إِذَا خَرَجُوا (الھند: الدار السلفية، الطبعة: الأولى، ۱۴۰۳ھ-۱۹۸۲م)، حدیث: ۲۳۸۴

[39] الحمیری، ابو بکر عبد الرزاق، مصنف عبد الرزاق، (بیروت: الھند والکتب الاسلامی، الطبعہ الثانیہ، ۱۴۰۳ھ)، ۵: ۹۳۷۵

دست مبارک سے گڑھوں میں لگائے اور ان میں سے ایک بھی نہیں سوکھا۔[40] صرف اتنا ہی نہیں کہ آپ ﷺ نے صرف درخت لگائے بلکہ مسلمانوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے چراگاہیں بھی بنوائیں جن میں مشہور چراگاہیں النقیع، وراتہ، جثجاجتہ، العناب، الربذہ، فریہ، الرجدہ، فید، الشری، اشرف افعی، اخمید اور قادمہ وغیرہ شامل ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ جڑی بوٹیاں، سبزیاں اور پھل صرف لگائے ہی نہیں بلکہ ان کی افادیت بیان کرکے اور خود استعمال فرما کر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی ان کے استعمال کی ترغیب دی، جیسے کہ سنا مکی کے بارے میں فرمایا:

''عَلَيْكُمْ بِالسَّنَى، وَالسَّنُّوتِ، فَإِنَّ فِيهِمَا شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ، إِلَّا السَّامَ''[41]

''سنا اور سنوت اپناؤ ان میں سام کے سواء ہر بیماری سے شفاء ہے۔''

اور ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کی یہ تربیت بھی فرمائی کہ کون سا پھل توڑنا ہے اور کون سا نہیں، جیسے کی پیلو کو توڑتے ہوئے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو فرمایا: ''عَلَيْكُمْ بِالأَسْوَدِ مِنْهُ، فَإِنَّهُ أَطْيَبُهُ''[42]

''سیاہ سیاہ دانے تلاش کرو کیونکہ وہ اچھے اور عمدہ ہوتے ہیں۔'' یہی وہ تربیت اور رہنمائی تھی جس پر عمل کرتے ہوئے صحابہ کرام علیہم الرضوان، مسلم حکمرانوں اور ماہرین نباتات نے شعبہ نباتات میں بھی اہم کارہائے نامے سرانجام دیے اور اپنا نام رقم کیا۔

صحابہ کرام اور نباتات:

انصاری صحابہ کرام علیہم الرضوان کا تو پیشہ ہی زراعت تھا، وہ مختلف قسم کے باغات اور پودے وغیرہ اُگاتے رہتے تھے، جیسے کہ حضرت ابو ایوب انصاری، حضرت جابر بن عبد اللہ اور ابو داحدح کے عمدہ کھجوروں کے باغات تھے۔ مہاجرین صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے بھی بعض صحابہ نے ہجرت کے بعد زراعت کو اپنا پیشہ بنایا۔[43] خلفائے راشدین علیہم الرضوان نے فتوحات کے باوجود نباتات کی طرف توجہ فرمائی اور حضور ﷺ کی

---

[40] علامہ محمد بن سعد، **طبقات ابن سعد**، (مترجم) عبد اللہ العمادیِ، (کراچی: نفیس اکیڈمی، س ن)، ۱: ۲۰۱

[41] القزوینی، ابن ماجۃ، **سنن ابن ماجہ**، بَابُ السَّنَا وَالسَّنُّوتِ، (حلب: دار إحياء الكتب العربية، س ن)، حدیث: ۳۴۵۷

[42] البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، بَابُ (يَعْكِفُونَ عَلَى أَصْنَامٍ لَهُمْ) (دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)، حدیث: ۳۴۰۶

[43] محمد طفیل، **نقوش رسول نمبر**، ۵: ۱۳۰، (دسمبر ۱۹۸۳ء)، ۶۴۴

بنوائی ہوئی چراگاہوں کی حفاظت کا عمدہ بندوبست فرمایاجیسا کہ حضور ﷺ کے دور میں تھا، اور مزید ان کی توسیع فرمائی اور نئی چراگاہیں بنوائیں، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے "حمیٰ ربزہ" بنوائی، غالب گمان یہ ہے کہ مویشیوں کو چرنے کے علاوہ پھلوں اور سبزیوں کی ضرورت پورا کرنے کے لیے اس کو بنوایا گیا تھا۔[44]

مسلم حکمران اور نباتاتی خدمات:

مسلمان خلفاء اور حکمرانوں نے اپنے اپنے ادوار میں نباتاتی خدمات کی عمدہ مثالیں قائم کیں۔ جن میں سے چند حکمرانوں کی مثالیں درج ہیں:

اموی حکمران اور نباتات:

عبد الرحمٰن الداخل: باقاعدہ طور پر جب اموی عہد رہا اس وقت تعمیرات پر سب سے زیادہ کام ہوا، لیکن اس کے اختتام کے بعد جب اموی شہزادے عبد الرحمٰن الداخل نے اپنی حکمرانی اسپین میں مقرر کی تو اس نے اندلس میں نباتات پر بہت ہی عمدہ کام کیا اور کروایا۔ عبد الرحمٰن باقاعدہ طور پر نباتاتی سلسلے کو آگے بڑھانے کے لیے "حدیقہ نباتات طیبہ" کے نام سے ایگریکلچرل ریسرچ فارم بنوایا، جہاں اطباء اور نباتاتیوں کو پودوں کے خواص، ان کی افزائش اور اثرات پر تحقیق کرنے کی مکمل اجازت تھی۔ اسی نے اندلس میں میسر نہ آنے والے پودوں اور درختوں کے بیج اور قلمیں دور دراز ممالک سے درآمد کروائیں یہاں تک کہ اس نے برّ اعظم اور بیشتر ایشیائی ممالک کی طرف باقاعدہ اپنے سرکاری وفود بھیجے، جو نایاب پودوں، درختوں اور جڑی بوٹیوں کی تلاش اور پیداوار میں مددگار ثابت ہوئے۔ زعفران مسلمان ماہرین نے ہی اندلس میں اس کے دور میں متعارف کروائی اور اس قدر اس کی پیداوار ہوئی کہ اس کی برآمدات شروع ہوگئی۔[45]

---

[44] علامہ شبلی نعمانی، **الفاروق**، (لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز، ۱۹۷۴ء)، ۲۴۵

[45] محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، **اسلام اور جدید سائنس**، (لاہور: منہاج القرآن پبلشرز، مئی ۲۰۰۱ء)، ۱۶۳، ۱۶۱

عبد الرحمٰن ثانی: عبد الرحمٰن ثانی کا دور بھی اس سلسلے میں بہت مثالی ہے۔ اس نے بھی بہترین چراگاہیں بنوائی اور پارک تعمیر کروائے، جگہ جگہ حسین و جمیل باغات لگوائے، جس کی وجہ سے قرطبہ بغداد ثانی بن کر رہ گیا۔ [46]

عبد الرحمٰن ثالث (الناصر): اس کو تعمیرات اور زراعت و جنگلات سے عمدہ دلچسپی تھی۔ اس نے اپنے دور میں ایسے ماہرین کی ٹیم تیار کروائی جنہوں نے زراعت کے سائنٹیفک طریقے ایجاد کیے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے دور میں ایک فٹ زمین بھی بے کار نہ پڑی تھی۔ وادی الکبیر کے دونوں جانب اس کے دور میں چالیس چالیس میل تک اس قدر میوے دار درختوں کی قطار تھی کہ جن کی خوشبو انسان کو مسحور کر کے رکھ دیتی تھی۔ [47]

مزید لکھتے ہیں: "عیسائی حکمرانوں نے اگرچہ اس ملک میں مسلمانوں کی نسل کشی کی لیکن مسلمانوں کی ایک روایت کو وہ زندہ رکھنے پر مجبور ہوگئے۔ وہ اسپین میں دل موہ لینے والی ہریالی، حسین مرغزار، زیتون کے کثیر حسین و جمیل باغات ہیں۔" [48]

اندلس میں ابو عبید البکری، ابن محمد الغافقی، ابن سیال، ابن حجاج، ابن االبیطار، ابن بکلارش، ابوالخیر اشبیلی، ابن العوام، ابنالرومیہ اور شریف ادریس جیسے نباتی (bontaists) موجود تھے۔ جنہوں نے تحقیقات کے ذریعے سے حکمرانوں کے ساتھ مدد کر کے اندلس کو، پودوں، درختوں اور فصلوں سے لاد دیا، اور اندلس میں کوئی ایسا پھل یعنی لیموں، امرود، سیب، انجیر، زیتون، بہی، بادام، کیلا، آڑو، چکوترا، انار، خربوزہ، جو، چنا، جوار، مکئی اور چاول نہ تھا جو وہاں کاشت نہ ہوتا ہو۔

عباسی حکمران اور نباتاتی خدمات:

ہارون الرشید: فضل بن ربیع کہتا ہے کہ جب ہارون الرشید کے بعد امین الرشید خلیفہ بنا تو اس نے سرکاری خزانوں کے جملہ مسلمانوں کو شمار کرنے کا حکم دیا، میں نے خزانچیوں اور نشیئوں کو بلا کر چار ماہ تک خزانوں کی چھان بین کی تو اس میں عود ہندی کی ایک ہزار ٹوکریاں ن محفوظ کی گئی تھیں۔ [49]

---

[46] ڈاکٹر نصیر احمد ناصر، **تاریخ ہسپانیہ**، (لاہور: علمی کتب خانہ، ۱۹۸۸ء)، ۱۸۵

[47] ڈاکٹر نصیر احمد ناصر، **تاریخ ہسپانیہ**، ۲۱۴

[48] تقی عثمانی، **دنیا میرے آگے**، ۳۷

مامون الرشید: مامون کے دور میں نباتات میں ترقی ہوئی، اس کے دربار میں بڑے بڑے درختوں کو کنڈوں میں اس طرح اگایا جاتا تھا کہ وہ پودوں کی شکل میں ہی پھل دیتے تھے۔ بیرونی وفود جب اس کے دربار میں آتے تھے تو ان درختوں کو پودوں کی شکل میں دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے۔[50]

معتصم باللہ: معتصم باللہ نے جب سامرہ کا شہر آباد کرایا تو وہ زمین مکمل بنجر تھی اور پانی کمیاب تھا۔ معتصم باللہ نے اس زمین کو سرسبز و شاداب بنانے کے لیے آبی زمین شناخت کرنے والے اور باغبانی کا تجربہ رکھنے والے ماہرین جمع کیے۔ نہریں نکلوائیں اور بکثرت باغ لگوائے جس کی وجہ سے یہ علاقہ سرسبز و شاداب ہو گیا۔[51] عباسی دور میں سائنسی طور پر نباتات میں اس قدر ترقی ہوئی کہ خلیفہ مقتدر باللہ نے ایک مصنوعی درخت بنوایا جس پر اٹھارہ شاخیں تھیں اور ہر شاخ کے ساتھ مزید چھوٹی شاخیں، جن پر مختلف رنگوں کے ہیرے جواہرات، سونے اور چاندی کے پھول، پتے لگائے گئے تھے جن کو دیکھ کر قدرتی پھول اور پتوں کا گمان ہوتا تھا۔[52] اسی طرح عباسی حکمرانوں نے نہ صرف باغات اُگائے بلکہ ان جڑی بوٹیوں کو خزانوں میں محفوظ بھی کیا۔

مغلیہ حکمران اور نباتاتی خدمات:

ظہیر الدین بابر: ظہیر الدین فتوحات کے ساتھ باغات کا بھی شیدائی تھا، جیسے ہی فتوحات سے فارغ ہوتا، باغات کی طرف توجہ کرتا، وہ اپنی کتاب ترک بابری میں ان باغات اور پھلوں کا بار بار تذکرہ کرتا ہے اور لکھتا ہے: "اس کے زمانے میں کابل اور اس کے مواضعات میں سرد سیر میووں میں سے انگور، انار، سیب، زرد آلوچہ، امرود، شفتالو، آلو بالو، بادام اور چاروں مغز منوں کے اعتبار سے پیدا ہوئے تھے۔ گرم سیر میوے جیسے نارنج، ترنج

---

[49] قاضی اطہر مبارک پوری، **اسلامی ہند کی عظمت رفتہ**، (دہلی: ندوۃ المصنفین، طبع اوّل فروری ۱۹۴۹ء / ذی قعد ۱۳۳۸ھ)، ۱۹۷، ۱۹۶

[50] عزیز احمد خان، **اللہ کی عظمت اور قرآن کا نظریہ علم و سائنس**، (حیدرآباد: حسن شریف پبلشرز، طبع اوّل، ۱۹۸۶ء)، ۲۷

[51] اکبر شاہ نجیب آبادی، **تاریخ اسلام**، (لاہور: دارالاندلس، جنوری ۲۰۱۴ء)، ۳: ۷۳۹، ۷۳۸

[52] عزیز احمد خان، **اللہ کی عظمت اور قرآن کا نظریہ علم و سائنس**، ۶۸

املوک لمفات سے لاتے ہیں۔افغانستان میں گھنے جنگلات کی فروانی ہے۔" [53]ہندوستان کے پھلوں کا ذکر کرتے ہوئے بابرر قطراز ہے:" یہاں کے میووں میں سے ایک انبہ ہے، اکثر ہندوستانی اس کی "ب"" سا کن بولتے ہیں۔ چونکہ وہ لفظ برامعلوم ہوتا ہے اس لیے اس کو نغرک کہتے ہیں۔ اس طرح لیموں، انار اور انگوروں کے بھی باغات دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ایک ناریل کا درخت بھی ہے اسے عرب جوز ہندی کہتے ہیں، کھجوروں کی مانند اس کا درخت ہے۔" [54]

شہنشاہ اکبر: جہانگیر اپنے والد کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہے:"میرے والد عرش آشیانی کے زمانے میں ولایتی پھل ہندوستان میں نہیں ہوتا تھا، اس کے پودے یہاں منگوا کر لگائے گئے اور وہ پھل یہاں ملنے لگے۔ انگور کی مختلف اقسام ہندوستان کے شہر میں پیدا ہونے لگا۔ تمام پھلوں میں اناس جو یورپ میں پیدا ہوتا ہے اور نباتات خوشبودار اور خوش ذائقہ ہے۔ آگرہ کے گل افشاں باغ میں ہر سال کثرت سے پیدا ہونے لگا۔" [55]

جہانگیر: جہانگیر اپنے بارے میں رقمطراز ہے:" میں نے آگرہ سے دریائے اٹک تک سڑک کے کنارے دونوں جانب درخت لگوائے، اس طرح سے آگرہ سے بنگال تک درخت لگائے گئے۔

مزید لکھتا ہے:"ہندوستان میں عمدہ درخت مثلاً سہرو، چنار، سفید آراء اور بید مولا نہیں ہوتے تھے۔ ان کے پودے یہاں منگوا کر لگائے گئے اور اب بکثرت ہوتے ہیں۔ صندلی کا درخت جو صرف جزیروں میں ہوتا تھا اس کا پودا یہاں بھی لگایا گیا۔" [56]

مغل بادشاہوں نے اس طرح سے بہت سے نئے درخت ہندوستان میں متعارف کروائے جو اس سے پہلے یہاں پر نہیں اگتے تھے، افغانستان اور ہندوستان میں عمدہ قسم کے باغات مثلاً باغ وفا، چار باغ، باغ گل افشاں، آرام باغ، بہشت باغ، نیلوفر باغ لگوائے جو اپنی مثال آپ تھے۔ ان کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ مغل بادشاہوں نے باغات کے فن کسی حد تک کمال تک پہنچادیا تھا، انہوں نے ان باغات میں عمدہ قسم کے پھول لگوائے، تقریباً ہر قسم کا

---

[53] ظہیر الدین بابر، **ترک بابری**،(مترجم)، نصیر الدین،(لاہور: الفیصل ناشران وتاجران کتب،۲۰۰۶ء)،۱۳۷

[54] ظہیر الدین بابر، **ترک بابری**،۲۴۷

[55] نورالدین جہانگیر، **ترک جہانگیر**،۴۰

[56] نورالدین جہانگیر، **ترک جہانگیر**،۴۱

پھل ہندوستان میں اگنے لگا۔ ابو الفضل ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے: "ہندوستانی پھولوں کے علاوہ ایرانی، تورانی پھول یعنی بنفشہ، یاسمین کبود، سوسن، ریحان، رعنا، زیبا، شقائق، تاج خروس، قلعہ، نافرمان اور خطمی وغیرہ بکثرت ہوتے ہیں۔"[57] غرض مسلمان حکمرانوں نے جن علاقوں کو بھی فتح کیا وہاں پر نئے نئے نباتات متعارف کرائے اور زمین کو جنت اراضی بنادی، اس بات کا اعتراف یورپی بھی کرتے ہیں۔

مسلم ماہرین نباتی اور نباتاتی خدمات:

مسلم ماہرین نے نباتات کی دنیا میں بھی اہم کردار ادا کیا، انہوں نے نہ صرف نئے نئے درخت اور پودے متعارف کروائے بلکہ ان کے خواص وافادیت کو بیان کیا اور نئی نئی ادویات بھی متعارف کروائیں۔ باقاعدہ نباتات کی تلاش میں سفر کیے اور ان پر کتب تحریر کر کے آنے والوں کو لیے ایک عظیم ذخیرہ چھوڑا۔ یہاں تک کہ پہلے مسلمان سائنسدان خالد بن یزید سے ہی نباتات کے کام کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، انہوں نے سونا بنانے کی دھن میں بہت سی جڑی بوٹیاں اکھٹی کیں اور ان پر تجربات کا آغاز کیا۔

ذیل میں چند ماہرین نباتات کی مثالیں درج ہیں:

ابو منصور موفق بن علی ہروی: موفق نباتات کا محقق، علم الادویہ پر نئے نئے تجربات کرنے والا، اپنے فن کا ماہر اور باکمال طبیب تھا۔ اس نے ہر جڑی بوٹی پر خود تجربے کیے اور ان کے خواص واثرات کو معلوم کیا نیز نئے نئے پودوں کی تلاش میں دور دراز کے سفر کیے۔ اس نے نباتات ادویہ پر باقاعدہ "حقائق الادویہ" نامی کتاب تحریر کی جس میں اس نے پودوں کے ناموں کی تحقیق، خواص اور اثرات بیان کیے اور تقریباً چھ سو چھیاسٹھ نباتاتی ادویات کا تفصیل سے اس کتاب میں تذکرہ کیا ہے۔[58]

---

[57] صباح الدین عبد الرحمٰن، **ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے تمدنی جلوے**، (اعظم گڑھ: معارف پریس، ۱۳۰۱ھ / ۱۹۸۰ء)، ۳۶۷

[58] حمدی عسکری، **نامور مسلم سائنسدان**، (لاہور: مجلس ترقی ادب، اشاعت اوّل اگست ۱۹۶۲ء)، ۱۹۴، ۱۹۲

ابن بیطار: ان کا پورا نام ابو محمد عبد اللہ بن احمد ضیاء الدین ہے۔ ابن بیطار جڑی بوٹیوں اور نباتات پر گہری نظر رکھتا تھا۔ یہ اپنے اساتذہ ابو العباس النباتی اور عبد اللہ صالح وغیرہ کے ہمراہ شہر کو گردونواح سے پودے جمع کرتے تھے اور ان پر تجربات کرتے۔ اس قدر اس کو نباتات پر مہارت تھی کہ ایوبی سلطان الکامل کے دربار میں ماہرین نباتات کے افسر اعلیٰ مقرر ہوئے۔ ابن بیطار نے نباتات پر مشتمل دو اہم یادگار "المغنی فی الادویہ والمفردیہ" اور "الجامع المفردات الادویہ والاغذیہ" چھوڑی، ان کتب میں ابن بیطار نے ۳۰۰ سے زائد ۴۰۰ نئی جڑی بوٹیوں کا اضافہ کیا۔[59]

احمد بن مسکویہ: احمد مسکویہ موجودات عالم پر علمی وسائنسی سے نقطہ نظر سے بحث کرنے والا، علم نباتات کا ماہر، نباتات میں زندگی دریافت کرنے والا پہلا سائنسدان ہے۔ اس نے باقاعدہ نباتات کا تدریجی ارتقاء تین درجوں[60] میں بیان کیا اور کھجور میں حیوانی خصائص کی دریافت کا سہرا ابھی لیا۔[61]

احمد بن محمد مفرج النباتی المعروف بابن الرومیہ: النباتی نے خالص نقطہ نظر سے نباتات کا مطالعہ کیا۔ نباتات کے مشاہدے کے لیے دور دراز کے سفر کیے اور "کتاب الرحلہ" تحریر کی۔ جس میں اپنے سفر کے دوران نباتاتی مشاہدات کو مفصل بیان کیا اور درختوں کی شاخوں، تنوں، جڑوں اور پھولوں کے خواص تحریر کیے اور خصوصاً بحر قلزم کے کنارے اگنے والی بعض ایسی جڑی بوٹیوں کے خواص دریافت کیے جن کا اس وقت تک کسی کو علم نہ تھا۔[62]

ابو حنیفہ دینوری: ابو حنیفہ ماہر نباتات و فلکیات تھے، اس کو "عربی نباتات کا بنی" کہا جاتا ہے۔ انہوں نے نباتات کے سلسلے میں عظیم کتاب "النبات"[63] تحریر کی۔ اس کی پہلی ساڑھے چار جلدوں میں مختلف ابواب کے تحت

---

[59] زاہد علی، **سائنسی ترقی میں مسلمانوں کی خدمات**،(لاہور: راحت پبلشرز، طبع اوّل،۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء)،۱۳۷،۱۳۰

[60] پہلا درجہ: وہ نباتات جو بغیر تخم کے پیدا ہوتے ہیں اور ہر قسم کی زمین پر اُگتے ہیں اور اپنی نوع کو محفوظ نہیں رکھتے۔ دوسرا درجہ: وہ درخت جن میں تنہ، پتے اور پھل پائے جاتے ہیں، جو اپنی نوع کو محفوظ رکھتے ہیں، یہ خود بخود جنگلوں اور میدانوں میں اُگتے ہیں۔ تیسرا درجہ: اس میں وہ درخت ہیں جو عمدہ زمین، صاف پانی اور روشنی میں پیدا ہوتے ہیں، مثلاً زیتون، انار اور سیب وغیرہ۔

[61] ابراہیم عمادی ندوی، **مسلمان سائنسدان اور ان کی خدمات**،(لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، طبع اوّل فروری ۱۹۸۷ء)،۱۳۰،۱۱۴

[62] محمد سرفراز خان صفدر، **علم نباتات کے اسلامی ماہرین**،ماہنامہ الشریعہ، گوجرانوالہ،۷:۱،(اپریل ۱۹۹۰ء)،۲۵،۳۸

[63] یہ کتاب چھ جلدوں پر مشتمل تھی اور سب سے پہلا ضخیم اور جامع Encyclopedia Botanic تھا، لیکن اب یہ گم ہو چکی ہے۔

مختلف پودوں کا ذکر کیا گیا ہے، جن میں پہاڑی پودے، میدانی پودے، سمندر کے کھارے پانی میں اُگنے والے پودے، خوشبودار پودے وغیرہ شامل ہیں۔[64]

ابن سینا: ابن سیناجو مغرب میں Avicenna کے نام سے مشہور ہیں، ماہر طب تھے۔ انہوں نے طب کے موضوع پر "القانون فی الطب" اور "کتاب الشفاء" دو عظیم کتب تحریر کیں۔ ان دونوں کتب میں علاج کے سلسلے میں مختلف پودوں پر بحث کی گئی ہے۔ مثلا القانون فی الطب میں زنجبیل (ادرک)، جبر انفول (لونگ)، زنباع (للی)، واردابر (مشق گلاب)، جوشیر (پرانگوس)، جوس بویا (جائفل)، سلگ (چقندر)، فلیفیل سیہ (کالی مرچ) وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں۔ کتاب الشفاء کے ساتویں حصے میں یہ پودوں کی فزیالوجی یعنی ان کی تشکیل، اعضاء، پرورش، فرق جڑوں، شاخوں، پتوں، پھلوں، بیجوں اور کانٹوں وغیرہ پر بحث کرتے ہیں اور جنگلی و گھریلو پودوں پر بھی مفصل بحث کرتے ہیں۔[65]

مذکورہ بالا ماہرین کے علاوہ الاصمی نے کتاب النبات والشجر[66]، البیرونی نے الصیدلہ، ابن العوام نے کتاب الفلاحہ وغیرہ کے موضوع پر کتب تحریر کیں جن میں مختلف پودوں وغیرہ کی بات کی گئی ہے۔ اس پوری فصل کا جائزہ لیں تو مسلمانوں نے چار طرح سے نباتات پر کام کیا ہے۔ زرعی ذرائع سے، لغات کے ذرائع نباتاتی فارماکولوجیکل اور جعرافیائی لحاظ سے۔ غرض جو بھی نباتاتی سلسلے میں کام کرنے کے ذرائع تھے ان سب کو استعمال کیا گیا۔

خلاصہ بحث:

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اسلام نے جہاں انسانی اخلاقیات، تہذیب و تمدن، عقیدۂ توحید اور حیات اخروی، انسانی جان و مال، عقیدہ و دین، عزت و آبرو کے تحفظ کے لیے قوانین وضع کرکے ایک مکمل اسلامی ریاست کے خدوخال واضح کیے ہیں، وہیں پیروکارانِ اسلام نے قرآن کریم کے عمیق مطالعہ سے ایسے نئے نئے علوم

[64] Muhammad Abid Nadeem, Muslim Contributions of th fild of Botany Jihat-al-islam, vol 9, No 2(January-june 2016), 20,21.

[65] Muhammad Abid Nadeem, Muslim Contributions of th fild of Botany Jihat-al-islam, vol 9, No 2(January-june 2016), 20,21.

[66] الاصمعی نے اس کتاب میں ۲۷۶ پودوں کا ذکر کیا ہے، وہ ان کو چار حصوں میں تقسیم کرتا ہے اور اس کے علاوہ عرب میں اُگنے والے پودوں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔

دریافت کیے جو یورپ کے حاشیۂ خیال میں بھی نہ تھے۔ قرآن کریم نے سب سے پہلے یہ نقطۂ نظر علماءِ سائنس کے سامنے پیش کیا کہ درختوں میں بھی توالد و تناسل کا سلسلہ قائم ہے۔ اسلام چونکہ سب سے پہلے عربوں میں آیا اور اس کے اولین مخاطب عرب تھے اس لیے عربوں نے علمی میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیے۔ عربوں میں یوں تو جڑی بوٹیوں کی تحقیق کا سلسلہ عرصۂ دراز سے جاری تھا، وہ جڑی بوٹیوں سے علاج کرتے تھے اور انہیں جڑی بوٹیوں کے خواص معلوم تھے، باقاعدہ تحقیقی کام دوسری صدی ہجری میں شروع ہوا۔ مسلمان محققین نے علمِ نباتات کو باقاعدہ بنانے کے لیے باقاعدہ ڈکشنریاں مرتب کیں اور علمِ نباتات کے سلسلے میں مختلف درختوں، ان کی خصوصیات، جڑی بوٹیوں کی فہرست اور ان کے مختلف اسماء پر مشتمل نصاب مرتب کیں۔ الغرض کوئی بھی صاحب علم اور ذی شعور انسان درختوں اور پودوں کی اہمیت و افادیت سے انکار نہیں کر سکتا کیونکہ ان کے بغیر زندگی کا تصور نہایت بھیانک اور تباہ کن ہے۔ اس لیے عصرِ حاضر میں بھی حیات کا تصور جنگلات اور درختوں سے وابستہ کیا جا رہا ہے اور قدرت کا ہم پر سب سے بڑا احسان ہے کہ مسلمانوں کے ممالک ہمیشہ سرسبز و شاداب رہے اور نباتات پر کام کا جو سلسلہ آپ ﷺ کے زمانے سے شروع ہوا وہ اب تک جاری و ساری ہے لہذا ایک وقت ان کی حفاظت کا اہتمام کرنا ہر فرد، معاشرے اور حکومتی اداروں کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ کیونکہ یہ درخت صرف سایہ، پھل اور پھول ہی فراہم نہیں کرتے بلکہ ہمیں اتحاد سے رہنے کا سبق بھی دیتے ہیں۔

بقول شاعر:

کتنا بھی رنگ و نسل میں رکھتے ہوں اختلاف　　پھر بھی کھڑے ہوئے ہیں شجر اک قطار میں

نتائج:

مقالہ ہذا کی تحقیق سے نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ نباتات ہماری زندگی کے ہر شعبے کے لیے ضروری ہیں خواہ وہ معاشی ہوں یا معاشرتی، مذہبی ہوں یا سماجی، طبی ہوں یا مذہبی ان کا کردار ہر صورت میں ابتداء انسان سے انسانی زندگی میں رہا ہے، ان کو انسان نے بطور غذا، علاج و معالجہ، تحفے تحائف، صدقات و خیرات اور تجارت میں ان کے فوائد سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے۔ لیکن غذائی و طبی طور پر ان کا استعمال احتیاط کے ساتھ کرنا ضروری ہے۔ اگر احتیاط

نہ کی جائے تو انسانی صحت کے لیے بعض او قات یہ نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔ حدیث مبارکہ میں بھی بیماری کی صورت میں پھلوں کو احتیاط کے ساتھ استعمال کرنے کی واضح ترغیب دی گئی ہے یہاں تک کہ نباتات کے مطالعہ سے ہم دیگر اسلامی علوم قرآن و حدیث کے علاوہ فقہ اور تاریخ جیسی کتب سے واقفیت حاصل کرتے ہیں۔

تجاویز و سفارشات:

- ❖ سکول کی تعلیم میں کم از کم مڈل کلاس سے ہی نباتات سے متعلق بھی کورس شامل نصاب کیاجائے جو بچوں کے لیے معلومات کے لحاظ سے دلچسپ ہو گا اور نباتات سے واقفیت بھی حاصل ہو گی۔
- ❖ میٹرک کلاس میں قرآن و حدیث کی روشنی میں نباتات کی غذائی افادیت بڑھایاجائے تاکہ طالب علم کے ذہن میں نباتات سے متعلق معلومات کی ایک بنیاد بن جائے۔
- ❖ انٹر کی کلاس میں جڑی بوٹیوں کے فوائد پڑھائے جائیں کہ یہ غذائی و طبی لحاظ سے ہمارے لیے کس قدر اہم ہیں۔
- ❖ بی اے کے طالبات کے لیے باقاعدہ نباتات کے حوالے سے ایک کورس شامل نصاب کیاجائے جس پر باقاعدہ ریسرچ کی بھی کروائی جائے اور تجربہ گاہوں میں عملا تجربے بھی کروائے جائیں۔
- ❖ ہر شہر میں ایسے نباتاتی سنٹر قائم کیے جائیں جہاں باقاعدہ طور پر نت نئ جڑی بوٹیوں اور دیگر نباتات کی افادیت پر کام ہو سکے۔
- ❖ علماء کرام کو چاہیئے کہ مختلف نشستوں میں یہ نصاب خطبے کی صورت میں عوام الناس میں بیان کرکے سمجھائیں اور وقتاً فوقتاً اس کی افادیت بھی بیان کریں۔